مرثیہ:۲۱

درحال حضرت امام حسین علیہ السلام

مطلع

جب علقمہ پہ فوجِ خُدا کا گُذَر رہوا

تعدادِ بند: ۱۲۴

www.emarsiya.com

۱

جب علقمہ پہ فوجِ خُدا کا گذر ہوا   استادہ خیمۂ شہِ جنّ و بشر ہوا
زیبِ کنارِ نہر علیؑ کا قمر ہوا   غُل تھا کہ ختم سبطِ نبیؐ کا سفر ہوا
چھوڑا وطن بہشت میں جانے کے واسطے
۲ آئے ہیں کربلا کے بسانے کے واسطے

عصمت سرا کے در پہ بصد عزّ و احتشام   کرسی پہ جلوہ گر تھے امامِ فلک مقام
تھے دست بستہ سامنے عباسِؑ نیک نام   ناگاہ دور سے نظر آئی سپاہِ شام
بادل کی طرح فوجِ ستم اُمڈی آتی تھی
۳ باجوں کا غُل یہ تھا کہ زمیں تھرتھراتی تھی

نقارے بج رہے تھے جلاجل کا شور تھا   قرنا و طبل و بوق کی تھی جا بجا صدا
وہ جزر و مد و کرّ و فرِ فوجِ اشقیا   کچھ تو سوار گھوڑوں پہ تھے کچھ پیادہ پا
دَل زنگیوں کے اور پرے شام و روم کے
۴ کالی گھٹا کی طرح بڑھے جھوم جھوم کے

ایک ایک کج سرشت کے تھا ابروؤں پہ بل   مکّار و کینہ ساز و ستمگار و پُر دغل
تیغیں علم کئے ہوئے تھے فوجِ کیں میں یَل   جوشِ بہادری سے دماغوں میں تھا خلل
کیا کیا تعلّیوں پہ سرِ پُر غرور تھے
۵ خانہ خراب بادۂ نخوت سے چور تھے

گمراہ و بد شعار و جفا کار و کینہ جو   پیرو یزیدِ نحس کے، حیدرؑ کے تھے عدو
بھوکے تھے اس کے پیاسوں کا دم میں بہے لہو   صرصر کی طرح گرم نفَس اور تُند خو
ناری تمام مستعدِ قتلِ شاہؑ تھے
ایسے جلے ہوئے تھے کہ چہرے سیاہ تھے

www.emarsiya.com

۶

اس دھوم سے جو فوجِ ستم کا ہوا ورود　عبّاسِ نامور سے یہ بولا وہ بحرِ جود
بھائی یقیں ہوا کہ یہ ہے لشکرِ حسود　دو پیک سامنے سے ہوئے یک بہ یک نمود
دیکھا جو دور سے شہِ عالی مقام کو
مُجرا کیا حسینؑ علیہ السلام کو ۷

دونوں نے دست بستہ یہ باہم کیا کلام　اے ابنِ بوترابؑ شہنشاہِ خاص و عام
بھیجا ہے ابنِ سعد نے حضرت کو یہ پیام　دریا پہ شاہِ دیں کا مناسب نہیں قیام
صحرا میں لشکرِ شہِ عالی مکاں رہے
منظور ہے کہ فوج ہماری یہاں رہے ۸

تھوڑے سے ہیں حضور کے خویش و رفیق و یار　اور اس طرف ہے کثرتِ افواج بے شُمار
بگڑے ہوئے ہیں فوج کے پیدل بھی اور سوار　حاکم کے سب مطیع ہیں کیا میرا اختیار
سیراب گر نہ لشکرِ ابنِ زیاد ہو
اغلب یہ ہے کہ پانی کے اوپر فساد ہو ۹

گرمی سے بے حواس ہیں سب زیست ہے وبال　تکلیف میرِ شام کے لشکر کو ہے کمال
تکرار کیجئے گا تو اے شاہِ خوش خصال　رُکنا پھر اس سپاہ کا ہوگا بہت محال
ہے مصلحت یہی کہ نہ حجّت ذرا کریں
خُدّامِ شاہ دشت میں خیمے بپا کریں ۱۰

جب یہ سُنا پیامِ بنِ سعدِ بے حیا　دیکھا فلک کو اور کہا جو تری رضا
پھر قاصدوں سے بولے شہنشاہِ کربلا　اچھا ہمیں قبول ہے اُس نے جو کچھ کہا
روشن ہے سب جو عزم ہے فوجِ جہول کا
ریتی پہ جا رہے گا نواسہ رسولؐ کا

www.emarsiya.com

١١

کیا کام ہم کو نہر سے آکر کریں وہ چین   ایذا سہے گا دھوپ کی زہراؑ کا نورِ عین
خوشنود ہر طرح سے ہے ابنِ شہِ حنین   اپنی طرف سے شر نہ کرے گا کبھی حسینؑ

ہر حال میں یہاں تو خُدا پر نگاہ ہے
١٢ ساحل سے کچھ غرض نہ ترائی کی چاہ ہے

کی سب نے زیرِ چرخ پدر سے مرے بدی   راحت مجھے کہاں تہِ چرخِ زبر جدی
ہے خُلد میں مرے لئے قصرِ زمردی   کافی ہے بس مجھے کرمِ بحر سرمدی

ناحق کسی کا درپئے ایذا حسینؑ ہو
١٣ میں خوش ہوں جس میں نانا کی امت کو چین ہو

عباسؑ بھی کھڑے ہوئے سُنتے تھے یہ پیام   آقا سے کی یہ عرض کہ اے شاہِ خاص و عام
کرتے ہیں آپ عجز کے کس واسطے کلام   تیغِ حیا سے دل میں کٹا جاتا ہے غلام

دشمن ہے وہ شقی خلفِ بُو ترابؑ کا
١٤ میں تو اُکھڑنے دوں گا نہ خیمہ جناب کا

واقف نہیں کہ قہرِ خُدا ہے بِرا غضب   خود ہوں وہ بے ادب تو پھر اُمت کا کیا ادب
آخر ہمارے نہر سے اُٹھنے کا کچھ سبب   دیکھیں تو نہر پر وہی رہتے ہیں یا ہم اب

خود ہم نے کب سفر کے یہ صدمے اُٹھائے ہیں
١٥ جب اُس نے بار بار لکھا ہے تو آئے ہیں

آیا نہیں ہے آپ سے زہراؑ کا یادگار   بھیجے ہیں اُس نے خط متواتر کئی ہزار
ہمراہ بھی ہیں میرے خطوط اُس کے بے شمار   ہاں سامنے تو آئے کدھر ہے وہ نابکار

عباسؑ سا غلام ابھی ہے جہان میں
ایسے کلام قبلہ و کعبہ کی شان میں

www.emarsiya.com

۱۶

صفدر نہیں کہ غازی و جرّار ہم نہیں   یا لشکرِ خُدا کے علمدار ہم نہیں
یا شک ہے خادمِ شہِ ابرار ہم نہیں   کہہ دے وہ ابنِ حیدرؑ کرّار ہم نہیں
ممکن نہیں کہ جنگ سے اپنے قدم ہٹیں
بابا اگر کسی سے ہٹے ہوں تو ہم ہٹیں ۱۷

کیا اپنے دل میں سمجھا ہے وہ بانیٔ جفا   آکر اُٹھا تو دے ہمیں اس نہر سے بھلا
غُربت زدہ سمجھ کے ڈراتا ہے بے حیا   دبتے نہیں کسی سے جگر بندِ مُرتضیٰؑ
ہم کو اُٹھا سکے وہ لعیں کیا مجال ہے
شیروں کا اب ترائی سے ہٹنا محال ہے ۱۸

تھرّا کے دونوں پیک وہاں سے ہوئے رواں   جا کر یہ ابنِ سعدِ لعیں سے کیا بیاں
دریا سے چاہتے ہیں کنارہ شہِ زماں   بپھرا ہے دیر سے مگر ایک شیرِ نوجواں
غازی ہے صف شکن ہے شجاعت شعار ہے
چہرہ سے رعبِ شیرِ خُدا آشکار ہے ۱۹

سُن کر پیامِ پیک یہ بولا وہ بے حیا   عباسِؑ نامور ہے وہ فرزندِ مُرتضاؑ
یہ کہہ کے اپنی فوج کو ظالم نے دی صدا   باگیں اُٹھاؤ گھوڑوں کی اب دیکھتے ہو کیا
ہرگز ادب کرو نہ شہِ مشرقین کا
جا کر گرادو نہر میں خیمہ حسینؑ کا ۲۰

حکمِ عمر یہ سُن کے بڑھی شام کی سپاہ   آمد وہ قہر کی تھی کہ اللہ کی پناہ
عباسؑ نے جو کثرتِ لشکر پہ کی نگاہ   بڑھ کر کہا جری نے کہ او فوجِ روسیاہ
بس بس وہیں ٹھہر کہ ادب کا مقام ہے
یہ بارگاہِ سبطِ رسولؐ انام ہے

www.emarsiya.com

۲۱
آگے قدم بڑھاؤ نہ او نا خدا شناس	کچھ عترتِ رسولؐ کا تم کو نہیں ہے پاس
اب متصل ہے خیمۂ شاہِ فلک اساس	میں سر بکف کھڑا ہوں نہیں جان کا ہراس
رستم بھی سامنے ہو تو ٹوکا نہ جائے گا
جب تیغ کھنچ گئی مجھے روکا نہ جائے گا

۲۲
یہ سُن کے بھی رُکے جو نہ اعدائے بدصفات	ڈالا جری نے قبضۂ تیغِ خدا پہ ہاتھ
دیوڑھی سے دیکھتے تھے شہنشاہِ کائنات	گھبرا کے دی صدا کہ مناسب نہیں یہ بات
لڑیو نہ اِن سے تم یہ ہیں اُمت رسولؐ کی
بھائی تمہیں قسم ہے علیؑ و بتولؑ کی

۲۳
نانا کے کلمہ گو ہیں مناسب ہے ان کا پاس	کیوں کانپتے ہو غیض سے آؤ ہمارے پاس
اِن میں تمہارا کوئی نہیں مرتبہ شناس	دیکھو بڑھے نہ جاؤ کہ دشمن ہیں بے قیاس
اعدا نے کیا کہا کہ ملال آگیا تمہیں
کیوں شیرِ حق کی طرح جلال آگیا تمہیں

۲۴
بھائی نثار تُم پہ یہ غصہ کی جا نہیں	اس دم علیؑ کی تیغ کا کھنچنا روا نہیں
ہم کو بھی تو کسی نے بُرا کچھ کہا نہیں	کہتا ہے کون تم خلفِ مرتضیٰؑ نہیں
مجھ سے بھی منہ پھرا لیا اللہ بھائی جان
غصہ سے تھرتھرانے لگے واہ بھائی جان

۲۵
بھائی اگر فُرات پہ قبضہ کیا تو کیا	ہر دم خُدا کا چاہیئے بندے کو آسرا
مختار سلسبیل ہے، فرزندِ مُرتضیٰؑ	پانی کے واسطے تمہیں لڑنا نہیں روا
نانا کے کلمہ گو کا دُعا گو حسینؑ ہے
راحت انہیں سبھوں کو ہو بس دل کو چین ہے

www.emarsiya.com

۲۶
یہ کہہ کے آئے حضرتِ عباسؑ کے قریں باہیں گلے میں ڈال کے چومے لب و جبیں
شرمندہ ہو کے واں سے ہٹا لشکرِ لعیں ساتھ اپنے لے کے بھائی کو آئے امامِ دیں
ریتی پہ یاں بپا ہوا خیمہ امام کا
قبضہ ہوا فُرات پہ افواجِ شام کا

۲۷
ہفتم سے پانی ہوگیا آلِ نبیؐ پہ بند خیمے میں العطش کی صدائیں ہوئیں بلند
دریا سے پانی پیتے تھے واں اشتر و سمند پیاسا تھا یاں رسولؐ کا فرزندِ ارجمند
سوکھے ہوئے تھے ہونٹ پیمبرؐ کی آل کے
بچے تڑپ رہے تھے شہِ خوش خصال کے

۲۸
تھا جامِ خشک ہاتھ میں دریا پہ تھی نظر بالی سکینہؑ کہتی تھی عموں گئے کدھر
کوسوں سے پانی لاتے تھے رستے میں دوڑ کر کیا آج سوکھے ہونٹ ہمارے نہ ہوں گے تر
میں پیاس میں تڑپتی ہوں کیا ہوگئے چچا
منزل پہ آکے مجھ سے خفا ہوگئے چچا

۲۹
جب نہر سے عدو نے اُٹھایا امام کو ریتی پہ جا ملی شہِ عالی مقام کو
ایذا بغیر آب تھی ہر تشنہ کام کو تشویش تھی حسین علیہ السلام کو
سوکھے ہوئے تھے ہونٹ محمدؐ کی آلؑ کے
بچے تڑپ رہے تھے شہِ خوش خصال کے

۳۰
گرمی یہ تھی کہ پیاس نہ اِک آن بھی تھمے بھولے ہوئے تھے دشت میں شیر اپنے بھبھے
پارہ تھے وحشیوں کے جگر کیا قدم جمے چشمے پہ جا کے آہوئے صحرا بھی تھے رمے
دبکے تھے شیر منہ کو ترائی میں ڈال کے
چیتے تڑپ رہے تھے زبانیں نکال کے

www.emarsiya.com

٣١

باقی نہ طائرانِ ہوا میں بھی تھے حواس منقار کھولے بیٹھے تھے پانی کے آس پاس
تھے چہچہوں کے بدلے زباں پر صفیرِ یاس ہر چیز شورِ قُربِ قیامت سے تھی اُداس
گرمی پہ تھا دماغ جو نارِ سعیر کا
٣٢ بازار سرد تھا کُرۂ زمہریر کا

تھا بحر و بر میں فرطِ تمازت سے اضطراب پانی میں مچھلیوں کے جگر ہوگئے کباب
چشمہ کا منزلوں نہ پتا تھا بجز سراب تر بھی نظر پڑا تو بس اِک دیدۂ حباب
ذرّوں کو بھی نہ تاب تھی گرمی کی تاب سے
٣٣ جلتی تھی اُن دنوں میں زمیں آفتاب سے

نالے جگر خراش تھے وحش اور طیر کے شاغل تھے اہلِ ظلم شکار اور سیر کے
شاداب ہورہا تھا کوئی پیر پیر کے اِک نہر بہہ رہی تھی سو قبضہ میں غیر کے
سیراب علقمہ سے ہر اِک بد خصال تھا
٣٤ محتاجِ آب ساقیٔ کوثر کا لال تھا

دو دن مسافروں نے جو کی پیاس میں بسر ناگہہ عیاں ہوئی شبِ عاشورہ کی سحر
اُٹھے ادائے فرض کو سلطانِ بحر و بر کی جستجوئے آب نہ پانی ملا مگر
غمگیں تھے سب امامِ حجازی کو دیکھ کر
٣٥ شہ روتے تھے ہر ایک نمازی کو دیکھ کر

پانی مُصلّیوں کو میسر نہ جب ہوا خاکِ شفا سے سب نے تیمم کئے ادا
بہرِ اذاں کھڑے ہوئے ہمشکلِ مصطفیؐ میداں میں غُل تھا اشہد ان لا الٰہ کا
تکبیر کی جو بعدِ اقامت امامؑ نے
سب مقتدی کھڑے ہوئے قبلہ کے سامنے

www.emarsiya.com

۳۶
تھے صف میں سب جری عقبِ سرورِ مبیں ابرار و حق پرست و سحر خیز و اہلِ دیں
شب زندہ دار و ذاکر و زہاد و مہ جبیں ایک ایک کی زباں پہ وَ اِیَّاکَ نستعین
پیشانیوں پہ سب کے جو گٹھے نمود تھے
ظاہر یہ تھا کہ محورِ رکوع و سجود تھے

۳۷
تھی حُسنِ یوسفی سے تجلّی زیادہ تر جل جائے یاں جو بے ادبانہ پڑے نظر
چہروں میں آب وتاب تھی کالشمس و القمر شرمندہ جن کے صبح بنا گوش سے سحر
غیرت سے رنگ روئے قمر کیوں نہ ماند ہو
دس بیس آفتاب میں جب ایک چاند ہو

۳۸
دیکھے نہیں جہان میں ایسے خُدا پرست خوف ورجا میں قلب سبھوں کے بُکا پرست
سمجھے ہمیشہ باغِ جہاں کو ہوا پرست شیریں زباں شگفتہ مزاج آشنا پرست
دل سوز ایسے قبلۂ عالم نے پائے تھے
سب شمع بزمِ دیں کی طرف لو لگائے تھے

۳۹
ذکرِ خُدا سے سب کی زبانوں کو کام تھا نکلی جو بات منہ سے خُدا کا کلام تھا
سوکھے لبوں پہ ساقیؑ کوثر کا نام تھا کرتے نہ کیوں وہ فخر کہ کیسا امام تھا
تھے سب کے دل عبادتِ حق پر تلے ہوئے
قرآں تھے رحلِ زیں پہ برابر کھلے ہوئے

۴۰
ہر فرد آسمانِ بلاغت کا آفتاب لہجہ میں انتخاب، فصاحت میں لا جواب
بے فصل سب مدینۂ علمِ نبیؐ کے باب تعلیم کردۂ خلف الصّدق بوترابؑ
حامل ہر اِک حدیث رسالت مآب کا
حافظ ہر اِک جوان خدا کی کتاب کا

www.emarsiya.com

۴۱

ناصر نبیؐ کے لال کے اللہ کے ولی — دو دن کی بھوک پیاس میں صدمہ نہ بے کلی
ہر شیر کی زبان پہ تھا نعرۂ علیؑ — وردِ زباں تھا نادِ علیاً سیجلی
تیغ و سنان و تیر سے گو جسم چھن گیا
اللہ رے حوصلہ نہ مگر بانکپن گیا ۴۲

حاصل بڑے تھے غازیوں کے کارِکشت کے — مضموں کھلے ہوئے تھے خطِ سرنوشت کے
مشتاق سب تھے گلشنِ عنبر سرشت کے — دکھلا دیئے تھے شاہ نے درجے بہشت کے
کوثر بنا تھا تشنہ دہانوں کے واسطے
حوروں کا تھا نکھار جوانوں کے واسطے ۴۳

حق بین و حق بیان و حق آئین و حق نیوش — محفوظ منہیات سے چشم و زبان و گوش
شاغل مدام ذکرِ خفی کے زباں خموش — سب غازی و مجاہد و جانباز و سر فروش
ہر وقت دل میں خوف تھا ربِّ ودود کا
گر عشق بھی رہا تو رکوع و سجود کا ۴۴

خوش وضع خوش بیان، خوش آئین و خوش خصال — ذی فہم و ذی لیاقت و ذی جاہ و ذی کمال
با صبر و با کرامت و با حُسن و با جمال — بے بغض بے عداوت و بے کینہ بے ملال
کیا حق پرست سرورِ غازی کے ساتھ تھے
کیا لوگ فاطمہ کے نمازی کے ساتھ تھے ۴۵

اللہ رے خضوع و خشوع و حُضورِ قلب — آئینہ ہائے صدر سے روشن تھا نورِ قلب
ظاہر تھا قلبِ صاف پہ فسق و فجورِ قلب — تھا بادۂ الست سے حاصل سُرورِ قلب
معبود کی رضا پہ رضامند سب کے سب
فاستعجلوا الصلوات کے پابند سب کے سب

www.emarsiya.com

۴۶

جس دم فریضۂ سحری کو ادا کیا آخر بلند شاہ نے دستِ دُعا کیا
سوکھے لبوں کو نُطق سے پھر آشنا کیا خالق سے عرضِ حال بہ آہ و بُکا کیا
پردے اُٹھے مُغائرتِ امتیاز کے
کُھلے شروع ہوگئے راز و نیاز کے ۴۷

رو رو کے عرض کی یہ جنابِ الہٰ میں یارب حرم کو دیتا ہوں تیری پناہ میں
ثابت قدم حسینؑ رہے تیری راہ میں ہو خاتمہ بخیر مِرا قتل گاہ میں
کچھ خواہشِ مدد نہیں مُجھ بھوکے پیاسے کو
کافی ترا کرم ہے نبیؐ کے نواسے کو ۴۸

عالم ہے تو کہ فوجِ ستم گر ہے بے شُمار اور ہیں قلیل سبطِ پیمبرؐ کے جاں نثار
دودن کی بھوک پیاس سے سب ہیں نحیف وزار طاقت تُو اِن کو بخشیو ہنگامِ کارزار
اس بے کس و غریب کا دل شاد کیجیو
یا رب مرے رفیقوں کی امداد کیجیو ۴۹

تُو نے کیا خلیل پہ آتش کو باغ باغ تیرے کرم سے جسم کو پہنچا نہ ایک داغ
چاہے جو تو ہوا سے نہ گُل ہو سکے چراغ اُڑ جائے ایک پشہ سے نمرود کا دماغ
رستم کو تُو شکست دے زار و نحیف سے
لے کام اژدہے کا عصائے ضعیف سے ۵۰

تیرا اگر کرم نہ ہو اے ربِّ ذوالجلال میں اس جفا پہ صبر کروں کیا مری مجال
شدت سے آفتاب کی گو ہوں بہت نڈھال اس دھوپ میں ہے آب سے افزوں ترا اضلال
کیا غم جو تین روز سے پیاسا حسینؑ ہے
آخر ترے نبیؐ کا نواسہ حسینؑ ہے

www.emarsiya.com

۵۱

فارغ دُعا سے ہو کے اُٹھے شاہِ کربلا ناگاہ طبلِ جنگ کی آنے لگی صدا
رن کی طرف بڑھا جو دل و جانِ مرتضیٰؑ رخصت طلب ہوئے رفقائے شہ ہُدا
توسن پہ جلوہ گر جو امامِ زماں ہوئے
خویش و رفیق و یار جلو میں رواں ہوئے ۵۲

گھوڑوں پہ تھے سوار جوانانِ ہاشمی پڑ جائے جن کے رعب سے لشکر میں برہمی
گاوِ زمیں ثبات سے جن شیروں کے تھمی فاقے سے تھے مگر نہ شجاعت میں تھی کمی
ہر چند منہ میں پیاس سے اینٹھی زبان تھی
پر بانکپن وہی تھا وہی آن بان تھی ۵۳

تھا صدرِ زیں پہ جلوہ کناں بادشاہِ دیں حلقہ کئے تھے گرد جوانانِ مہ جبیں
قاسمؑ سوئے یسار تھے اکبرؑ سوئے یمیں زینبؑ کے دونوں لال بھی ماموں کے تھے قریں
اللہ رے اوج فوجِ امامِ جلیل کا
سر پر لگا تھا چتر پرِ جبرئیل کا ۵۴

پہنچا جو رزم گاہ میں وہ سیدِ جلیل غازی خدا کی راہ میں ہونے لگے قتیل
کٹوا کے حلق مر گئے مُشتاقِ سلسبیل تا ظہر قتل ہو گیا سب لشکرِ قلیل
تھے گرد و پیش پیاروں کے لاشے پڑے ہوئے
روتے تھے قتل گاہ میں حضرت کھڑے ہوئے ۵۵

فرطِ قلق سے تھا شہِ مظلوم کا یہ حال رُخ زرد رعشہ جسم میں رونے سے آنکھیں لال
ہونٹوں پہ آہ دل پہ ہجومِ غم و ملال عابدؑ کا رنج اہلِ حرم کا کبھی خیال
جاتے تھے گہہ پسر کے تنِ پاش پاش پر
روتے تھے گاہ آکے برادر کی لاش پر

www.emarsiya.com

٥٦

فرماتے تھے کہ بھائی کا بھی کچھ خیال ہے　ہم کو تمہارے ہجر میں جینا وبال ہے
دل جل رہا ہے پیاس کی شدت کمال ہے　نرغہ میں دشمنوں کے محمدؐ کا لال ہے
ساماں یہ ہیں نبیؐ کے نواسے کے واسطے
تلواریں تیز ہوتی ہیں پیاسے کے واسطے ٥٧

یہ کہہ کے آئے شاہ قریبِ سپاہِ شام　اِک اِک کے ساتھ سر کو جُھکا کر کیا کلام
مہماں ہے تم سبھوں کا یہ مظلوم و تشنہ کام　واللہ میرے حال پہ ہے رحم کا مقام
پچھتاؤ گے جو حلق پہ خنجر پھراؤ گے
مجھ سا امام پھر نہ زمانے میں پاؤ گے ٥٨

وہ کہتے تھے مدد کو کسی کو بلایئے　اعجاز سے پھر ابنِ حسنؑ کو جلایئے
عباسؑ کو پکار کے پانی منگایئے　ہاتھوں پہ رکھ کے اور کوئی طفل لایئے
ہم شکلِ مصطفیٰؐ نہ محمدؐ نہ عون ہے
ہاں آپ اب لڑیں تو لڑیں اور کون ہے ٥٩

اب دیر کیا ہے کیجئے تیغِ دو سر علم　سُنتے تھے ضربتِ شہِ مرداں کی دھاک ہم
روتے ہو کس کے واسطے ہے کس جواں کا غم　کیوں ہاتھ کانپتے ہیں کمر کس لئے ہے خم
لڑ کر کوئی کمالِ صفاتی دکھایئے
تیغِ خُدا کے جوہرِ ذاتی دکھایئے ٦٠

حضرت نے مُسکرا کے کہا او سپاہِ شام　یہ کیا گزاف ولاف ہے بس بس زباں کو تھام
ہے خیر جب تلک میں نہیں کھینچتا حسام　ابنِ علیؑ کے سامنے یہ کبر کے کلام
بکتے ہو کیا ذرا تمہیں شرم و حیا نہیں
اے خود سرو غرور پسندِ خدا نہیں

www.emarsiya.com

۶۱

تنہا سمجھ کے مجھ کو ہوئے اس قدر دلیر　　عباسؑ کے تو قتل سے اتنے نہیں ہو شیر
انصاف کی جگہ ہے کرو اب سروں کو زیر　　اکبرؑ کو برچھی مار کے بھی تم ہوئے نہ سیر
ہم شکلِ مصطفیٰؐ کو جو پالا ثمر یہ ہے
میرے سوا جہاں میں کسی کا جگر یہ ہے　۶۲

بھائی کے شانے کٹنے سے طاقت نہ گو رہی　　پر ہے ہمارے ہاتھ میں زورِ یداللّٰہی
اب تک تو ہم نے صبر کیا اور جفا سہی　　تم جنگ چاہتے ہو تو اچھا یہی سہی
نازاں ہو تم اُجاڑ کے کھیتی بتولؑ کی
میں جانتا ہوں یہ کہ ہو اُمت رسولؐ کی　۶۳

میرے مطیعِ حکم ہیں عالم کے وحش و طیر　　میں ہوں عزیزِ خلق پہ تُم جانتے ہو غیر
واللہ کچھ حصول نہیں مجھ سے کر کے بیر　　شر کر کے مجھ سے چین ملے تم کو یہ بخیر
دشمن نبیؐ کی آلؑ کا خانہ خراب ہے
خونِ حسینؑ خونِ رسالتؐ مآب ہے　۶۴

پائے نہ فتح ایک جہاں، ہم ہیں وہ جری　　ہیں زیر جن کے نام سے کوفی و خیبری
بحرِ دغا کی ختم ہے ہم پر شناوری　　نکلے پرے سے ہو جسے دعوائے ہمسری
کان آشنا ہیں فوجِ ستم کے غریو سے
انساں کی کیا بساط لڑیں ہم تو دیو سے　۶۵

مشہور ہے جہاں میں ہمارا حسب نسب　　سیفِ خدا و دستِ خدا ہے مِرا لقب
دشمن ہمارا نار میں ہے مثلِ بولہب　　اِستسمعوا الحدیث انا افصح العرب
واللہ نفسِ ناطقہ ہیں ہم کلیم کے
مفہوم ہیں کلامِ بذبحٍ عظیم کے

www.emarsiya.com

٦٦

ہے مجھ کو علمِ غائب و فی الحال و مَا مَضا سینہ ہے میرا مصدرِ اسرارِ کبریا
نانا محمدؐ عربی فخرِ انبیا باپ افضلِ الرجال ہے ماں اشرف النسا

بیٹا ہوں اُس کریم کے میں خانہ زاد کا
اُمّ القرٰی کو فخر ہے جس کی ولاد کا ٦٧

اخفا ہو کس طرح متواتر خبر بھلا پوشیدگی کی بات نہیں ہے یہ بر ملا
ردِ سُخن کرے یہ کسی کا نہ بس چلا اَشْدَ کُم علیؑ نے کہا بولے سب کہ لا

بس مختصر ہمارے سخن کی دلیل ہے
دیکھو کتاب میں یہ حدیثِ طویل ہے ٦٨

کافی ہے حُسنِ معنی و صورت کرو جو دید قسمِ مشابہات نہیں اِنّما یُرید
کس کی زباں ہے قُفلِ درِ علم کی کلید قرآں میں ذکر کرتا ہے کس کا خُدا مزید

کہہ دو کہ ابنِ حیدرِؑ کرّار ہم نہیں
اتممتُ نعمتی کے سزاوار ہم نہیں ٦٩

آیا ہے کس کے واسطے و لبنلونکُم مصداقِ خوفِ جوع ہیں اس وقت ہم کہ تُم
جُز میرے نقصِ مال ہوا کس کا تا دہُم دیکھو ہوئے ہیں انفس و ثمرات کس کے گُم

مارا ہے جن کو تم نے وہ فرزند ہیں مرے
اثمار سے مُراد جگر بند ہیں مرے ٧٠

اللہ جانتا ہے جو ہے رتبہَ علیؑ انگشتری رکوع میں سائل کو کس نے دی
نفسِ رسول اِن کے سوا اور ہے کوئی نازل ہوا ہے کس کے لئے اِنّما ولی

کیوں افضل العباد وہ حق کا ولی نہیں
اعلٰی ترین اُمّتِ احمدؐ علیؑ نہیں

www.emarsiya.com

۷۱

سائل کو تین روز جو کھانا کھلادیا   رزّاقِ دو جہاں نے کیا ہل اتیٰ عطا
بحرین کیا ہیں فاطمہؑ و شاہِ لافتیٰؑ   برزخ سے ہے کنایۂ محبوبؐ کبریا
دیکھو کہ جانِ سورۂ رحمان کون ہے
گر ہم نہیں تو لولوؑ مرجان کون ہے   ۷۲

تفسیر سے ہے سورۂ مریم کی سینہ چاک   ہے کاف کربلا وہ یہی ہے زمینِ پاک
اور ہے خُدا گواہ کروگے مجھے ہلاک   یاں مبتلائے یاس ہوں ی سے میں دردناک
ہے عین کاشفِ عطش اس نامراد کا
شبیرؑ صبر کر یہ اشارہ ہے صاد کا   ۷۳

کچھ اپنی پیاس کا مجھے اس دم نہیں خیال   اُس روز کا کمال مگر دل کو ہے ملال
مقدار جس کا ہوگیا خمسین الف سال   اُس وقت ہوگا پیاس سے کس کا تباہ حال
یاں سُرخرو ہو حاکمِ باطل کے سامنے
واں کیا کہو گے خالقِ عادل کے سامنے   ۷۴

رونے کی جا ہے کہہ نہ چکے تھے ابھی یہ شاہ   بڑھ کر پرے سے کہنے لگا شمر روسیاہ
سچ ہے یہ سب مگر نہ ملے گی تمہیں پناہ   خنجر ہے میرا اور محمدؐ کی بوسہ گاہ
جلدی ملے حکومتِ رے آرزو یہ ہے
پیاسا کروں شہید تمہیں آبرو یہ ہے   ۷۵

حضرت نے آسماں کی طرف دیکھ کر کہا   اب حکم کیا ہے حُجّتِ آخر ہوئی ادا
باز آئیں گے نہ قتل سے میرے یہ بے حیا   آئی ندائے غیب مرے عبد مرحبا
دل سخت ہے بہت سپہ بد خصال کا
ہاں اب اثر دکھا غضبِ ذوالجلال کا

www.emarsiya.com

۷۶
سن کر صدائے غیب امامِ اُمم بڑھے جولاں کیا فرس کو دکھا کر حشم بڑھے
اعدا اُدھر سے کھول کے کالے علم بڑھے قُدسی اِدھر جلو میں قدم با قدم بڑھے
عرصہ جو تنگ ہوگیا مارے ہجوم کے
کھینچا کمر سے تیغِ الٰہی کو چوم کے

۷۷
چمکا کے ذوالفقار جو شاہِ زماں جھکے بہرِ سلام فوجِ ستم کے نشاں جھکے
ترکش میں تیر سہم کے شکلِ کماں جھکے نیزے جو راست تھے صفتِ ناتواں جھکے
غُل ہر طرف تھا ضربِ شہِ نامدار کا
سکہ بٹھا رہا تھا چلن ذوالفقار کا

۷۸
ہل چل پڑی اُدھر جدھر اِک وار چل گیا گر کر سوار گھوڑے کے نیچے کچل گیا
جو منہ پہ آگیا وہ شراروں سے جل گیا شاید بچا جو بھاگ کے آگے سے ٹل گیا
وار اُس کا رد کسی کی سپر سے نہ ہو سکا
یاں کام جبرئیل کے پر سے نہ ہو سکا

۷۹
کیا گُل کھلارہی تھی دمِ کارزار تیغ دکھلا رہی تھی فصلِ خزاں میں بہارِ تیغ
تھی خوں فشاں کہیں تو کہیں شعلہ بار تیغ جسموں کو کاٹ جاتی تھی مثلِ خیار تیغ
دم بند سرکشوں کے دمِ جنگ کر گئی
جو سامنے پڑا اُسے چو رنگ کر گئی

۸۰
ہر سُو پرے تھے فوج کے زیر و زبر اُدھر کٹ کٹ کے تن اِدھر کو گرے تھے تو سر اُدھر
ملتی نہ تھی کسی کو اِدھر کی خبر اُدھر شمشیرِ شاہ کوند رہی تھی اِدھر اُدھر
زوروں پہ تھی جو ہمّتِ عالی چڑھی ہوئی
تھی چرخ پر وہ تیغِ ہلالی چڑھی ہوئی

www.emarsiya.com

۸۱

دو اُنگلیاں تھیں موت کی تیغِ دوسر نہ تھی   اِک دم میں دو نہ تھی کوئی ایسی سپر نہ تھی
کب پیش و پس نہ آئی کہ زیر و زبر نہ تھی   سر اُڑ رہے تھے یوں کہ بدن کو خبر نہ تھی
قسمت کا روسیاہوں کی کیا پھیر ہو گیا
منہ پر سپر کے رُکتے ہی اندھیر ہوگیا ۸۲

ڈھالوں پہ گر کے پھولوں میں بستی چلی گئی   جوں ابر ناریوں پہ برستی چلی گئی
اُتری جو اوج سے سوئے پستی چلی گئی   ناگن کی طرح فوج کو ڈستی چلی گئی
بے فائدہ نہ پھرتی تھی کھولے دہانوں کو
چسکا پڑا تھا خونِ عدو کا زبانوں کو ۸۳

سَن سے جدھر وہ تیغ دو دَستی نکل گئی   دم میں جلا کے خرمنِ ہستی نکل گئی
ابرِ بہار تھی کہ برستی نکل گئی   لوہا بہت اصیل تھا گستی نکل گئی
دو تین ہاتھ سیلِ فنا سے بڑھی رہی
اُترا بھی سر بدن سے مگر یہ چڑھی رہی ۸۴

کافی تھی پیاس میں اُسے خوں کی فقط نمی   بڑش میں تھا نہ فرق نہ تیزی میں تھی کمی
کڑیاں زرہ کی جھیلی ہوئی اور کسی دمی   جس صف میں جاپڑی، ہوئی اُس صف میں برہمی
حال آئینہ تھا فوج میں منہ کی صفائی کا
دعویٰ تھا چار آئینوں سے رونمائی کا ۸۵

تھا سُرخ ذوالفقارِ شہِ لافتیٰ کا منہ   چڑھتا جو منہ پہ تھا نہ کسی بے حیا کا منہ
غُل تھا دہانِ تیغ ہے یہ یا قضا کا منہ   ضربت غضب کی قہر کی بڑش بلا کا منہ
پھل تیغ کے اُڑا دئے اور پھول ڈھال کے
قربان ذوالفقار تری چال ڈھال کے

www.emarsiya.com

٨٦

جس صف پہ تیغ تول کے شاہِ زمن چلے — چلّائے جن نہ پھر کہیں جانوں پہ بن چلے
صحرا سے ڈر کے کوہ میں چھپنے ہرن چلے — تھرّائے خوف سے جو بہادر تھے من چلے
آنکھوں کو بند کر کے ستمگر دہل گئے
کوندی جو برقِ تیغِ علیؑ دم نکل گئے

٨٧

چلتے تھے جب سپاہِ جفا کیش سے خدنگ — تنکوں کی طرح کاٹتی تھی تیغِ بے درنگ
دہشت سے سامنے کوئی ٹھہرا نہ وقتِ جنگ — رن میں عجیب ڈھنگ تھا اِس کا عجیب رنگ
فولاد و چوب و سنگ کہاں پر گری نہ تھی
کیا منہ بلا کا تھا کہ کہیں سے کری نہ تھی

٨٨

شمشیرِ برق وش کی نئی چال ڈھال تھی — سمٹی تو بدر تھی جو بڑھی تو ہلال تھی
اعدائے دیں کے خون کے چھینٹوں سے لال تھی — بالکل نمونۂ غضبِ ذوالجلال تھی
تھا شور چاشنی یہ نئی اس کے پھل کی ہے
شیرینئ حیات میں تلخی اجل کی ہے

٨٩

بڑھتی تھی جب کہ فوج ستم کر کے جزر و مد — کہتی تھی ذوالفقارِ علیؑ یا علیؑ مدد
صحرا میں مثلِ سیل رواں تھی بشدّ و مد — تیغِ ابوترابؑ کو تھی ناریوں سے کد
پی پی کے خون دشت میں چھڑکاؤ کر گئی
تیروں کو کاٹ کاٹ کے ستھراؤ کر گئی

٩٠

دم دیتی تھی سروں پہ کیا تھا وطن نیا — ہر تختۂ بدن پہ کھلا تھا چمن نیا
زخموں کا بات کیلئے کھولا دہن نیا — کس بل نیا تھا ٹھاٹھ نیا بانکپن نیا
تلواروں کو میان میں سیدھی نہ راہ تھی
ڈھالوں کو آسماں کے تلے کب پناہ تھی

www.emarsiya.com

۹۱

تکتی تھی موت تیغِ امامِ اُمم کی راہ دم کی طرح سے بند تھی اہلِ ستم کی راہ
ناگن جو طے کئے ہوئے تھی پیچ و خم کی راہ موذی کو اس کی ناب تھی سیدھی عدم کی راہ
مالک کھڑے تھے آگ لگانے کے واسطے
دوزخ بھڑک رہے تھے جلانے کے واسطے ۹۲

جاتی تھی خشک و تر پہ جو تیغِ شہِ اُمم وہ کون سی تھی شے کہ ہوئی ہو نہ جو قلم
دریا میں مچھلیوں کے گلے کٹ گئے بہم مینڈھے اُچھل کے کہتے تھے قربانِ شاہ ہم
ہر سُو یہ غُل تھا آج ہوا کیا بُری چلی
تلوار کیا چلی کہ گلے پر چُھری چلی ۹۳

ہنگامۂ وغا میں یہ تھا بادِپا کا حال صرصر جھپٹ کے آگے نکل جائے کیا مجال
آندھی تھا جست وخیز میں وہ اسپ بےمثال دشمن تھے مثلِ سبزۂ بیگانہ پائمال
میداں میں رشکِ کبکِ دری بن گیا سمند
لیتا تھا باگ کا کہ پری بن گیا سمند ۹۴

گلگوں قدم تھے خوں سے عجب تھی بہارِ اسپ لیتی تھی برق بھی قدمِ شعلہ بارِ اسپ
تھا شہسوارِ دوشِ محمدؐ سوارِ اسپ قربان فاطمہؑ کے پسر کے نثارِ اسپ
خوشبو عرق میں آتی تھی عطرِ سمن کی طرح
گھونگٹ اُٹھا کے چلتا تھا گھوڑا دلہن کی طرح ۹۵

گردن کو وقتِ جست اُٹھایا وہ جا پڑا سینے سے تھوتھنی کو ملایا وہ جا پڑا
اِک بار چتلیوں کو جمایا وہ جا پڑا چمکا، جما اُڑا اِدھر آیا وہ جا پڑا
ڈر تھا نہ بد لگامی سے کچھ راہوار کی
پٹری جمی تھی دوشِ نبیؐ کے سوار کی

www.emarsiya.com

٩٦

غُل تھا کہ اب سمند کو اے شہسوار روک   سُرمہ ہیں استخوانِ بدن راہوار روک
اس ضرب کی جہاں میں نہیں زینہار روک   مولا لبوں پہ دم ہے بس اب ذوالفقار روک
دیکھی بہادری دل و جانِ بتولؑ کی
اُمت پکارتی تھی دُہائی رسولؑ کی ٩٧

لڑتے تھے اس حشم سے شہنشاہِ بحر و بر   آیا قریبِ شاہ جو اِک مردِ خوش سیر
پہلے نگاہِ یاس سے دیکھا اِدھر اُدھر   شبیرؑ کو سلام کیا پھر بہ چشمِ تر
ڈالے ہوئے تھا چہرے پہ دامن نقاب کا
اور ہاتھ میں لئے ہوئے اِک جام آب کا ٩٨

بولا اُلٹ کے چہرے سے اِک مرتبہ نقاب   ہے مُضطرب فقیر کہ ہیں تشنہ لب جناب
سینے میں اس الم سے جگر ہے مرا کباب   ٹھنڈا ہو دل مرا جو پئیں آپ جامِ آب
رکھ لیجے شرم بہرِ خُدا میری بات کی
اے خضرِ دینِ حق قسم آبِ حیات کی ٩٩

یہ مردِ پیر نے جو کیا شاہ سے کلام   اُس کے بیان سے متعجب ہوئے امام
فرمایا اجر دے تجھے ربِّ ذوالکرام   بھائی یہ آبِ سرد پیوں کیا میں تشنہ کام
دُنیا سے تشنہ لب علی اکبرؑ گزر گئے
جو پیاس میں پلاتے تھے پانی وہ مر گئے ١٠٠

ہے خوب مجھ کو یاد یہ اِک دن کا ماجرا   بابا سے اہلِ کوفہ نے آکر کیا گِلا
اس سال قحطِ آب ہے اے کُل کے مقتدا   بیتاب و بے قرار ہے سب خلقتِ خُدا
تُم ہو امامِ عصر وصیِ رسولؑ ہو
مانگو دُعا کہ رحمتِ حق کا نزول ہو

www.emarsiya.com

۱۰۱

یہ سُن کے مجھ سے حیدرِ کرّار نے کہا شبیرؑ کر جنابِ الٰہی میں تُو دُعا
ارشاد سُن کے ہادیِ ایماں کا میں اُٹھا حمد و ثنا کے بعد یہ کی حق سے التجا
اصحابِ حق کی تشنہ دہانی کے واسطے
برسا کہ خلق مرتی ہے پانی کے واسطے ۱۰۲

تو واجب الوجود ہے مُستجمع الصّفات ما بینِ ممکنات موثر ہے تیری ذات
ربِّ وحوش و طیر ہے اور نامی النبات بالیدہ تیرے ابرِ کرم سے ہیں ذی حیات
ہوں مُلتجی کہ دامنِ مقصد بھرا رہے
ہر سال کھیت اُمّتِ جد کا ہرا رہے ۱۰۳

یا رب ہوئی ہو گرچہ کسی عبد سے خطا اُس کے عوض قبول ہے تو مجھ کو دے سزا
میری ابھی تمام ہوئی تھی نہ یہ دُعا اعرابیوں نے آکے یہ ہر سمت سے کہا
معدوم قحطِ آب ہے شکلِ فتوح ہے
صحرا میں آج جوششِ طوفانِ نوح ہے ۱۰۴

اِک دن وہ تھا کہ ہوتے تھے سب مجھ سے بہرہ یاب اور آج ہے وہ دن کہ ہے خود مجھ پہ قحطِ آب
دریا سے پانی پیتے ہیں سب اشتر و ودواب میرے سوال کا کوئی دیتا نہیں جواب
قدغن ہے یہ رسولؐ کے جانی کے واسطے
بچّے مِرے تڑپتے ہیں پانی کے واسطے ۱۰۵

اِس وقت اِس غریب پہ تُو نے کیا کرم شاہد ہے حق کمال ہوئے تجھ سے شاد ہم
مثلِ حبابِ بحر ہیں دُنیا میں کوئی دم لے جلد گھر کی راہ بڑھا یاں سے تُو قدم
دعوت کا ہے عدو میں یہ ساماں مِرے لئے
رکھا ہے آبِ خنجرِ بُرّاں مِرے لئے

www.emarsiya.com

۱۰۶
مجھ تشنہ لب کو صبح سے گھیرے ہیں سب شریر اِک جانِ زار ہے مری اور نرغۂ کثیر
آفت میں ہے پھنسا پسرِ شاہِ قلعہ گیر تو بے گناہ ہے کہیں برسیں نہ تجھ پہ تیر
مجھ سا جہاں سے اب کوئی پیاسا نہ جائے گا
جا حال تجھ سے اب مرا دیکھا نہ جائے گا

۱۰۷
خیمے سے سُن رہی تھی یہ زینبؑ جگر فگار گھبرا کے دی یہ بھائی کو آواز ایک بار
بھیّا یہ کس سے کرتے ہو باتیں بہن نثار اس وقت کیا مدد کو کوئی آیا دوست دار
آتا نہیں قرار دلِ بے قرار کو
کیوں لڑتے لڑتے روک لیا ذوالفقار کو

۱۰۸
قربان ہو بہن یہ نہیں رحم کی ہے جا بھائی تمہارے دشمنِ جاں ہیں سب اشقیا
ہاں واری چین لینے نہ پائیں یہ بے حیا روکی جو ذوالفقارِ علیؑ کیا غضب کیا
آرام قاتلوں کا مجھے کب گوارا ہے
بھیّا انہوں نے تو مرے اکبرؑ کو مارا ہے

۱۰۹
بولی بلائیں لے کے یہ پھر وہ جگر جلی اے تیغ ہے تجھے قسمِ مرتضیٰ علیؑ
زخموں کے گُل کھلا کہ ہے اب دل کو بے کلی دم میں لڑائی فتح ہوئی تو جہاں چلی
میں مضطرب ہوں فتح میں کیوں آج دیر ہے
فوجِ ستم میں شیرِ الٰہی کا شیر ہے

۱۱۰
شہ بولے اے بہن تری الفت کے میں نثار کیسی یہ باتیں یاس کی کرتی ہو بار بار
یاں ہے کوئی عزیز نہ یاور نہ غم گسار اِک سینۂ حسینؑ ہے اور تیر دس ہزار
کب ہاتھ میرے قتل سے اعدا اُٹھائیں گے
خیمے میں جاؤ تم کہ ہم اب سر کٹائیں گے

www.emarsiya.com

۱۱۱

سر پر اجل ہے عصر کی ساعت قریب ہے   مشتاقِ مرگ آج یہ آفت نصیب ہے
اس دم ہماری پیاس سے حالت عجیب ہے   دنیا سے اب وداعِ حسینؑ غریب ہے
اس سے زیادہ حال نہ اب غیر ہو مِرا
مانگو دُعا کہ خاتمہ بالخیر ہو مِرا

۱۱۲ غش سے مِرے مریض کو چونکائیو بہن   روئے بہت سکینہؑ تو بہلائیو بہن
چھینیں لعیں ردا تو نہ گھبرائیو بہن   خیمے سے پیٹتی نہ نکل آئیو بہن
دیتا ہوں تم کو حفظ میں اماں بتولؑ کے
اللہ کے سُپرد حوالے رسولؐ کے

۱۱۳ یہ کہہ رہے تھے شاہ کہ یکجا ہوئے شریر   پھر تو شہِ اُمم پہ چلے ہر طرف سے تیر
مرکب پہ جھومنے لگے شاہِ فلک سریر   گھبرا گیا تب اسپِ وفادار و بے نظیر
دیکھے جو زخم شہ کے تنِ چاک چاک پر
گھٹنے جُھکا کے بیٹھ گیا روئے خاک پر

۱۱۴ آہستہ اُترے گھوڑے سے شاہنشہِ اُمم   دیکھا جو دور سے تو بڑھے بانیٔ ستم
بے ہوش تھے زمیں پہ شہنشاہِ با کرم   گردن کئے تھے ضعف سے قبلے کی سمت خم
حالت تھی تشنگی سے یہ اُس حق شناس کی
آتی تھی خشک لب سے صدا پیاس پیاس کی

۱۱۵ پیاسے تھے تین دن سے جو سلطانِ اُنس و جاں   لکھا ہے چند طائرِ ابیض ہوئے عیاں
پھر پھر کے گردِ شاہ کیا نالہ و فغاں   دشتِ بلا سے جانبِ دریا ہوئے رواں
قطرے دہن میں لائے وہ آبِ فُرات کے
ٹپکائے رُخ پہ بادشہِ کائنات کے

www.emarsiya.com

۱۱۶

قطرے گرے جو پانی کے چہرے پہ جابجا اِک بار غش سے چونک پڑے شاہِ کربلا
کھولی جو چشم پاک تو دیکھا یہ ماجرا پانی کے قطرے چھینکتے ہیں طائرِ ہوا
فرمایا رحم آیا انہیں میرے حال پر
لیکن اثر ہوا نہ کسی بد خصال پر

۱۱۷

ناگاہ شمر سینۂ شہ پر ہوا سوار چھاتی دبی تو ہوگئے شبیرؑ بے قرار
کہنے لگا امامؑ سے اُس دم وہ نابکار آتے نہیں بچانے کو اس دم رفیق و یار
بیٹا نہیں جو ساتھ گلے کو کٹائے گا
بتلاؤ اب مدد کے لئے کون آئے گا

۱۱۸

شہ نے کہا مدد نہیں درکار زینہار یہ سر خُدا کی راہ پہ کرتا ہوں میں نثار
بے کس تو مجھ کو جانتا ہے او ستم شعار آنکھوں کو بند کر لے تو ہو حال آشکار
آوازِ شیرِ حق کی سُنا دوں ابھی تجھے
میں اپنے یاوروں کو دکھادوں ابھی تجھے

۱۱۹

اُس بے حیا نے آنکھوں کو تب بند کر لیا لب کو ہلا کے شاہ نے چپکے سے کچھ کہا
فرمایا کھول آنکھوں کو او دشمنِ خُدا لے غور کر کے دیکھ تو داہنی طرف ذرا
دیکھا جو شمر نے تو یہ ساماں نظر پڑا
حق کا رسولؐ با سرِ عریاں نظر پڑا

۱۲۰

کہنے لگے یہ اُس سے شہنشاہِ دیں پناہ ہاں او شریر بائیں طرف کو بھی کر نگاہ
دہشت سے تھرتھرانے لگا شمرِ رو سیاہ بائیں پہ کی نگاہ تو حالت ہوئی تباہ
شبّرؑ منہ اپنا پیٹ کے آنسو بہاتے تھے
شیرِ اِلٰہ سر پہ کھڑے خاک اُڑاتے تھے

www.emarsiya.com

۱۲۱

اِس معجزے سے بھی نہ ڈرا شمرِ بے حیا   مظلوم کے گلے پہ رکھا خنجرِ جفا
آنسو بہا کے کہنے لگے شاہِ کربلا   اے شمرِ بہرِ خالقِ اکبر مجھے بتا
فریادِ وا اخی تو سناتا نہیں کوئی
سر پیٹتا تو خیمے سے آتا نہیں کوئی ۱۲۲

زینبؑ تو اس طرف نہیں آئی برہنہ سر   لڑکی تو کوئی نکلی نہیں گھر سے نوحہ گر
کس کی صدا یہ ہے کہ میں ہوتی ہوں بے پدر   ظالم کہیں سکینہؑ تو آتی نہیں اِدھر
ڈر ہے کہ وقتِ ذبح کہیں دھیان بٹ نہ جائے
خنجر سے آکے بالی سکینہؑ لپٹ نہ جائے ۱۲۳

قاتل سے کہتے تھے یہ بصد یاس شاہِ دیں   خنجر پھرا کے حلق پہ ہنستا تھا وہ لعیں
منظور تھا کہ تڑپے محمدؐ کا مہ جبیں   کہتا تھا خیمہ سے کوئی آتا تو ہے نہیں
آواز اُس کی صاف صدائے سکینہؑ ہے
اُنگلی بھی پکڑے ایک غریب و حزینہ ہے ۱۲۴

اے بزمؔ سُن کے یہ جو تڑپنے لگے امامؑ   خنجر کو پھیرنے لگا وہ نُطفۂ حرام
لکھا ہے ضربِ یازدہم جب ہوئی تمام   تن سے جُدا ہوا سرِ سُلطانِ خاص و عام
اُمّت کے بار سے جو سبکدوش ہوگئے
یا مصطفیٰؐ پکار کے خاموش ہوگئے

www.emarsiya.com